طہارت اسلامی .... لوٹا مصلیٰ

تحریر: جناب غلام سرور قریشی عباس پورہ جہلم

اللہ باری تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر تخلیق فرمایا۔ اسے تکریم بخشی جسے شرف انسانیت کہتے ہیں۔ انسان کے قالب میں اپنا امر یعنی روح ڈالی۔ وہ خود لطیف ہے لہذا اس کا امر بھی لطیف ہے لطیف بمعنی لطف و کرم والا۔ لطیف باریک بین بھی ہے۔ لطیف سبک، نظیف اور پاکیزہ بھی ہے۔ کثیف کی ضد لطیف ہے۔ لطافت طبعی، نفاست طبعی و خلقی اور زود فہمی بھی ہے۔ ان سب اوصاف کی جامع طہارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام طہارت پر بڑا زور دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی ساری تعلیمات کی آخری غایت اور منتہائے مقصود نفس انسانی کو ہر قسم کی جسمانی و اخلاقی کثافتوں سے پاک و صاف کر کے ان رفعتوں پر پہنچانا ہے جنہیں انسانیت کا کمال کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی بعثت کی یہی غایت قرآن نے بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کو قرآن کی تلاوت سکھاتے ہیں۔ انھیں قرآنی حکمت کا درس دیتے ہیں اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔ قرآن میں مذکور ہے کہ جن اہل ایمان کے تزکیہ میں کوئی خامی رہ گئی ہوگی، حشر کے دن اللہ ان کا خود تزکیہ کرے گا اور کافروں کا وہاں بھی تزکیہ نہ کیا جائے گا اور نہ ہی ان پر اللہ تعالیٰ نظر کرم فرمائیں گے۔ مگر اہل ایمان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضور اقدس ﷺ کے تزکیہ اور اللہ تعالیٰ کے تزکیہ میں ایک بنیادی فرق ہے۔ انسان کی مثال مسِ خام کی ہے جسے حضور اقدس ﷺ اپنی تعلیمات کے ذریعے کندن بناتے ہیں اور اگر اہل ایمان نے ان تعلیمات پر کماحقہ عمل نہ کیا اور ان کی جسمانی و اخلاقی کثافتیں ٹھیک ٹھیک دھل نہ گئیں تو باقی کام حشر میں ہوگا اور اس کا نقشہ ایک حدیث میں دیا گیا ہے کہ ان کثافتوں کو صاف کرنے کیلئے انھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا پھر ان کے کوئلہ جیسے جلے ہوئے اجسام پر حضور ﷺ آبِ کوثر چھڑکائیں گے تا آنکہ وہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجائیں گے۔ اس تزکیہ کے بعد انھیں جنت میں پہنچایا جائے گا۔ اب اہل ایمان کیلئے فیصلہ کرنا آسان ہے کہ آیا انھیں اسی دنیا میں اپنا تزکیہ مکمل طور پر کر لینا چاہیے یا آگ کے ذریعے کروانا چاہیے کیونکہ تزکیہ بہر حال ہوگا۔ جنت مقام لطیف ہے اور کوئی کثیف متنفس وہاں نہ جائے گا۔ وہاں صرف اور صرف مزکیٰ و مصفیٰ لوگ جائیں گے۔ شرک چونکہ سب سے بڑی کثافت ہے اس لئے مشرک پر جنت حرام ہے۔

میں نے یہ تمہید اس لئے اتنی طویل کی ہے کہ طہارت اسلامی کی اہمیت کو سمجھنے میں محترم قارئین کو آسانی

رہے۔کلمہ اسلام کوطیب کہا جاتا ہے۔اس کے اقرار کے ساتھ ہی انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔شرک کی تردید کرتا ہے۔توحید کا قرار کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود اور محمد ﷺ کو اپنا ہادی، راہبر ورہنما تسلیم کرلیتا ہے اس اقرار کے ساتھ ہی اسلام کے تزکیہ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔اس عمل کا آغاز نماز سے ہوتا ہے مگر ٹھہریے، نماز سے پہلے اسے غسل کرایا جاتا ہے تاکہ وہ غلاظتیں دھل جائیں جوشرک کی وجہ سے اس کے جسم ظاہر پر غیر مرئی طور پر موجود تھیں۔ذرا پھر رک جایئے! غسل کی ابتدا وضو سے ہوتی ہے مگر پھر ٹھہریئے! وضو کی ابتدا استنجا سے ہوتی ہے۔

سو برادرانِ اسلام! تزکیہ نفس کی پوری سکیم کا بنیادی پتھر استنجا ہے جو لوٹے سے ہوتا ہے اور نماز مصلے پر ہوتی ہے۔لہذا آج کل کے روشن خیال لوگ جو ہمارے اس لوٹے مصلے کے اسلام کا تمسخر اڑاتے ہیں، اگر نادانی سے ایسا کرتے ہیں تو توبہ کریں اور اگر عمداً ایسا کرتے ہیں تو ہم ان کے سامنے گدھے کی مثال پیش کرتے ہیں جو پیشاب پاخانہ کر کے لوٹے استنجے سے بری ہے۔اسلام دینِ طہارت ہے ۔ یہ طہارت جسم، لباس، مقام اور خیالات سے شروع ہو کر روح کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔

ہمارے محترم قارئین نے وہ حدیث ضرور سنی ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر ہری شاخ رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ اس قبر میں مدفون مردہ کو اس لئے عذاب ہو رہا تھا کہ وہ پیشاب کرنے کے بعد استنجا نہیں کرتا تھا اور یہ کہ جب تک یہ شاخ ہری رہے گی، اس وقت تک عذاب میں تخفیف رہے گی۔جو لوگ لنڈے کی پتلونیں پہنتے ہیں ان سے ہمیشہ ایک خاص قسم کی ناگوار بو آتی رہتی ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جن اقوام کی یہ اترن ہوتی ہیں، وہ پیشاب تو کھڑے ہو کر کرتی ہیں۔ایسے میں استنجا کا کیا مقام! مزید یہ کہ وہ رفع حاجت کے بعد ٹائلٹ پیپر کے استعمال پر ہی اکتفا کرتی ہیں۔لہذا پیشاب کے قطرات ان کی پتلونوں میں رچ بس جاتے ہیں اور دھونے سے بھی بدبو نہیں جاتی ہے۔میں اپنے ہم وطنوں سے یہ التجا کروں گا کہ لنڈے کے کپڑے نہ استعمال کیا کریں۔ایک تو یہ عمل قومی غیرت کے منافی ہے کہ ہم من حیث القوم، دوسری اقوام کی اترن زیب تن کریں۔دوسرے ان میں پیشاب، پاخانہ کے اثرات اور بے شمار دیگر جلدی امراض کے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔الرجی اور خارش جیسے موذی امراض انہی ملبوسات کے ذریعے درآمد ہوتے ہیں اور ہمیں لگتے ہیں۔

ہمارے بعض اہل اسلام بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کیونکہ انگریزی لباس میں بیٹھ کر پیشاب کرنا ممکن ہی نہیں ہوتا اور اگر وہ ایسا کریں تو پتلون کی شکن ٹوٹ جاتی ہے، زانو باہر کو نکل آتے ہیں اور وہ محض تھیلا بن جاتی ہے۔ جب شکن (کریز) نہ رہی تو پتلون نہ رہی۔اب اگر پتلون کے ساتھ نماز بھی پڑھیں تو

پتلون کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے برادرانِ اسلام تہبند یا شلوار پاجامہ پہنیں تو اچھا ہوگا۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی صورت میں جسم کے پاک رہنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مگر ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو پتلون تو نہیں پہنتے اور پیشاب بھی بیٹھ کر ہی کرتے ہیں مگر استنجا نہیں کرتے جس سے ان کے جسم اور لباس مستقل طور پر ناپاک رہتے ہیں۔ پیشاب چونکہ سیال ہوتا ہے، اس لئے اس کی کراہت کا چنداں احساس نہیں ہوتا مگر اس کی بدبو، مردار سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ آپ نے اکثر محسوس کیا ہوگا کہ بسوں، ریل گاڑیوں اور دیگر پبلک مقامات پر وقفے وقفے سے پیشاب کی بو آتی رہتی ہے۔ حالانکہ وہاں پیشاب نظر نہیں آتا۔ بات یہ ہوتی ہے کہ آس پاس میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو پیشاب کی بو کے حامل ہوتے ہیں کیوں کہ وہ استنجا نہیں کرتے اور پیشاب کے قطرات ان کے لباس میں جذب ہو جاتے ہیں اور مستقل طور پر بدبو کا مرکز بن جاتے ہیں یوں بڑے بڑے اچھے کپڑے پہننے والے بدبو کے چلتے پھرتے پیکر بن کر رہ جاتے ہیں اور دوسروں کیلئے وجہ آزار!

زندگی میں کئی ایسے مواقع آ جاتے ہیں کہ استنجا کرنے کیلئے کوئی موقع نہیں ملتا۔ ایسے میں ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری مشکل آسان فرما دی۔ اور وہ یہ کہ پیشاب خشک کرنے کیلئے مٹی کا ڈھیلا تجویز کر دیا۔ طہارت جسمانی کے دلدادہ بعض بزرگوار ہنگامی ضرورتوں کے خیال سے اپنی جیب میں مٹی کا ایک آدھ ڈھیلا ضرور رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک مستحسن عادت ہے۔ لیکن یہاں یہ احتیاط ضروری ہے کہ ڈھیلے کا استعمال بھی اسی طرح پردے کے ساتھ ہو، جس طرح پیشاب پاخانہ حجاب سے ہوتا ہے۔ قرآن نے جائے رفع حاجت کو غائط کہا ہے جس کے معنی نشیب یا گہری جگہ کے ہیں لہذا برسر عام، بازاروں کی نالیوں یا دیواروں کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا درست نہیں ہے اور اسی طرح ڈھیلا استعمال کرنے کے دوران گشت کرنا بڑی بے حجابی ہے۔

اب تو پبلک مقامات پر رفع حاجت کیلئے معقول انتظامات موجود ہیں مگر پھر بھی بعض لوگ دوکانوں کے ساتھ نالیوں میں پیشاب کر ڈالتے ہیں اور اپنی اس شرمناک کاروائی سے جلد از جلد فارغ ہونے کیلئے فوراً اٹھتے ہیں حالانکہ ابھی پیشاب کا اخراج جاری ہوتا ہے جس سے ان کا ازار و شلوار دونوں گیلے ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لباسِ فاخرہ میں پیشاب کی مکروہ بو بکھیرتے پھرتے ہیں۔ جو لوگ ڈھیلا استعمال کرتے ہیں، ان پر بھی واجب ہے کہ اولین فرصت میں استنجا کریں۔ اہل مدینہ کی فضیلت قرآن میں آئی تو حضور ﷺ نے اس شرف کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ وہ ڈھیلے کے بعد استنجا بھی کرتے ہیں۔

قیام پاکستان سے پہلے جب ہندو سکھ ادھر ہوتے تھے تو وہ اپنی اپنی گڑویاں لے کر جنگل جاتے اور وہیں

ہاتھ پانی کرتے تھے۔لیکن عام حالات میں وہ پیشاب کے بعد ہاتھ پانی نہ کرتے تھے۔ یہ پانی کی کمیابی کا اثر ہے کہ بعض علاقوں کے لوگ پاخانہ کے بعد بھی صرف ڈھیلے کے استعمال پر اکتفا کرتے ہیں اور بعد میں استنجا نہیں کرتے۔ یہ عادت ہرگز اچھی نہیں اور بعد میں کنج ران ومقعد میں کھجلی کا باعث بنتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ہر جگہ اپنا ازار کھجلاتے رہتے ہیں جوایک نہایت ہی شرمناک عمل ہے۔

اقوام مغرب کے انداز نرالے ہیں۔ان کی مادی ترقی نے انھیں مثالی انسان بنا دیا ہے اور باقی جہان نے ان کی نقالی کو وجہ ترقی سمجھ لیا ہے۔مولوی مملوک علی مرحوم اردو کالج دہلی کے بانی تھے۔غلامی کا زمانہ تھا۔انگریز صاحب بہادر کہلاتے اور جسے ان سے ہاتھ ملانے کا موقع مل جاتا وہ اسے شرف کے طور پر حکایت کرتا۔کوئی انگریز صاحب بہادر مولوی صاحب کے کالج میں آدھمکا اور ہاتھ آگے بڑھایا مگر مولوی صاحب مرحوم مصافحہ کرنے میں متامل رہے بڑی مشکل گھڑی تھی۔ پیچھے کوئی عقیدت مند تھا،اس نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرا دیا۔ جتنی دیر انگریز کالج میں رہا،مولوی صاحب اپنا ہاتھ جسم سے الگ رکھے رہے اور اس کے جاتے ہی دھویا اور فرمایا کہ یہ لوگ استنجا نہیں کرتے اور ان سے ہاتھ ملانے میں کراہت ہے۔مگر اب یہ وقت آ گیا ہے کہ روشن خیال لوگ اسلام کو لوٹے مصلے کا دین کہتے ہیں اور اس پھبتی سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ لوٹے مصلے میں پسماندگی ہے۔ لیکن ہمارا لوٹا سیاسی نہیں جو اس ملک میں گالی بن گیا ہے۔اس لئے اس سے الرجک نہ ہوں۔ہم اس لوٹے کی بات کرتے ہیں جو استنجا کیلئے استعمال ہوتا ہے جو ہمارے تزکیہ نفس کی پہلی سیڑھی ہے۔آئیں ہم آپ کو لوٹے مصلے کی کہانی سنائیں۔ یہ لوٹے مصلے والے ہی تھے،جو جزیرہ نمائے عرب کے صحراؤں اور بیابانوں سے اٹھے اور فارس وروم کی زبردست طاقتوں کو مٹا کر رکھ دیا۔ یہ لوٹے مصلے والے ہی تھے جن کی صدائے اللہ اکبر سے محلات قیصر حسی طور پر ہل گئے تھے،یہ لوٹے مصلے والے ہی تھے جنہوں نے غرناطہ،قرطبہ،دمشق اور بغداد میں اس وقت دانش گاہیں قائم کیں جب یورپ جہالت کے اندھے کنویں میں پڑا تھا۔غرناطہ اور قرطبہ کی گلیوں کو شمع کافوری سے منور کرنے والے لوٹے مصلے والے ہی تھے۔جبکہ لنڈن کی گلیوں میں کیچڑ بھری ہوئی تھی اور غلاظت کے ڈھیروں سے جانور اپنا پیٹ بھرتے تھے۔پھر جب ہم نے لوٹے مصلے سے تعلق توڑا تو پہلے ہم طہارت جسمانی سے محروم ہوئے،نماز کے تارک ہوئے اور پھر ہم سے ہمارا الہ ناراض ہو گیا۔

آئیں آگے بڑھیں اور لوٹے مصلے سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے جوڑیں۔ یہ لوٹا مصلیٰ آپ کو عرش کی بلندیوں سے جوڑ دے گا۔پھر کسی کو لنڈے کی پتلونیں پہننے اور اغیار کی کوٹیاں سویٹر ادھیڑنے کی حاجت نہ رہے گی

مقام دے کر یہ ثابت کر دیا کہ انگریزی میں درجہ کمال پر ہونے کے باوجود وہ اول و آخر اسلام پرست ہیں۔

الحمدللہ پاکستان میں ابھی ایسے لوگ خاصی تعداد میں موجود ہیں، ان کے علاوہ سرکاری و غیر سرکاری تقریبات کی تصاویر بھی شہادت دیں گی کہ جب قائداعظم نے وکالت چھوڑ دی اور اپنے شب و روز تحریک پاکستان کیلئے وقف کر دیئے اور انگریزی لباس ان کی پیشہ وارانہ ضرورت نہ رہی تو وہ جناح کیپ و شیروانی اور شلوار زیب تن کرنے لگے اور قیام پاکستان کے بعد بطور گورنر جنرل تمام سرکاری تقریبات میں اپنے قومی لباس میں ہی آتے جبکہ اتاترک نے، ترک مردوں کیلئے انگریزی لباس لازمی کر دیا۔ اس لئے قائداعظم کو ان سے تشبیہ دینا اصولی طور پر غلط ہے۔ اول الذکر نے پاکستان اس لئے حاصل کیا کہ یہاں مسلمان اسلام اور شعائر اسلام کے مطابق زندگی گزاریں گے اور اس کی برکت سے اپنا کھویا ہوا عروج پھر سے پائیں گے۔ مؤخر الذکر نے اپنے ملک کی ہیئت حاکمہ اور معاشرے سے اسلام کو بے دخل کر دیا کیونکہ اس کے نزدیک ترکیہ کی پسماندگی و زبوں حالی کا سبب وہی تھی۔ اس زبردست اختلاف فکر کے ہوتے ہوئے کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی قدر مشترک بھی تھی۔ بلکہ یہ تو ایک دوسرے کی ضد تھے اور ضدین کا اجتماع محال ہوتا ہے۔

بیسویں صدی کے پچاس ساٹھ کے عشروں میں ترکیہ میں اسلام نے انگڑائی لینے کی کوشش کی مگر کمانڈر انچیف جنرل جمال گرسل نے مارشل لاء نافذ کر کے وزیراعظم عدنان مینڈ برز کو پھانسی دلائی اور آج ترکیہ میں اسلام کی حالت یہ ہے کہ دو سال پہلے ایک خاتون ممبر پارلیمنٹ سر پر سکاف باندھ کر اجلاس میں شرکت کیلئے آئیں تو حکومت نے وہ انتہا پسندی کی کہ جس کے تصور سے ہی انسانیت لرزہ براندام ہو جاتی ہے کہ اس خاتون رکن کی، رکنیت پارلیمان کے ساتھ ترکی میں اس کے جینے کا حق یعنی اس کی شہریت بھی سلب کر لی۔ یہ کام اس ترکیا میں ہوا، جسے مسلمانوں کا ملک ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جبکہ عیسائی فرانس نے حال ہی میں مسلمان طالبات کو سر پر سکاف لے کر تعلیمی اداروں میں آنے سے روک دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے کلچر میں روا نہیں، لیکن ان کی شہریت منسوخ نہیں کی ہے۔ گویا چادر زہرا کے استعمال پر جو سزا مسلمان ترکیا میں دی گئی، اس کی سنگینی عیسائی فرانس کی پابندی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کیا جناح کے پاکستان میں اتاترک کے جدید ترکیہ کی طرح مسلم خواتین کے سروں پر سے یوں دلیری سے چادر زہراؓ نوچی جا سکتی ہے؟

ہم مانتے ہیں کہ پاکستان میں چند ہزار مغرب زدہ خواتین اسلامی شعائر و انداز ترک کر چکی ہیں لیکن ہماری موجودہ پارلیمنٹ میں خواتین ارکان کی اکثریت برقعہ پوش ہے۔ یہ درست ہے کہ ریاستی سطح پر اسلامی طرز حیات کے نفاذ کی کوئی کوشش نہیں ہو رہی بلکہ ٹی۔ وی وغیرہ بے پردگی کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ لیکن اس سب کچھ کے بعد